اسی نے دلکو سودائی بنایا ۔ اسی نے شور خاطر میں اوٹھایا
ہوئی تھی بسکہ بیتابی و زاری ۔ رہیں باتوں میں کاٹی رات ساری
سحر کو تخت پر بیٹھا جو مغموم ۔ وزیروں نے کیا حکمت سے معلوم
کہ کوئی عارضہ لاحق ہوا ہے ۔ نہیں تحقیق کونسی رنجش کی جا ہے
جو تشخیص میں ہر اک کی نہ آیا ۔ اوسی ساعت طبیبوں کو بلایا
اونہوں میں ایک تھا حکمت میں اوستاد ۔ جسے کرتا فلاطون عقل میں یاد
جو میں چاہا کہ دیکھے نبض بیمار ۔ کرے معلوم جسمیں دل کا آزار
کہا دل نے کہ اے حکمت کے دشمن ۔ تجھے معلوم کیا تدبیر کے فن
سحر کے وقت مجکو رنج مت دے ۔ یہاں سے اوٹھکے اپنی راہ تو لے
عبث اوقات کو کرتا ہے ابتر ۔ جنوں کی رگ پہ کیا مارےگا نشتر
مری خاطر نکر کچھ درد سر تو ۔ ابھی اس حال سے ہے بیخبر تو
یہ سن اوسنے او سیدم ہوکے ناچار ۔ وزیروں سے کیا یوں جاکے اظہار
کہ وہ بیمار آنکھوں کا ہوا ہے ۔ مرض اوسکا نہایت لا دوا ہے
بھرا ہے سر میں اوسکے عشق سے شور ۔ بہت سا آج کل سودے کا ہے زور
چھپا ہے لف میں شاید کہیں دل ۔ کہ قابو میں ہا اوسکی نہیں دل
پڑا شیشے کی اوپر سنگ آخر ۔ جوانی نے دکھایا رنگ آخر
کہیں اب حسن کی دوکان کہاؤ ۔ کسی گلقند لب سے جا ملاؤ
اگرچہ سب یہاں ہشیار ہیں ہم ۔ مرض سے عشق کی ناچار ہیں ہم
وزیروں نے سنا جو طور بے طور ۔ پریشانی سے آئی غور میں اور

۱۵۹

۵

گلاب ایسے وہ پہولے پہولے رخسار
کہ گل کہاتے ہین ہر دم دیکہکر خار

بیان کیا کیجے تنگی دہن سے
نہین جسمین ہے گنجایش سخن کے

کہان پہنچے لب شیرین کو گلقند
صفت مین جسکی ہون شاعر کی لب بند

حلاوت اسقدر کام و زبان مین
گہلا ہے قند گویا سب ہان مین

جماوٹ منہ مین ہے دانتونکی ایسے
مسلسل ہو لڑی جون موتیون کی

مسی سے اور ہے رونق دو چندان
گہٹا مین جیسے ہو برق درخشان

تکلم مین عجب گوہر فشان ہے
تبسم مین بہار گلستان ہے

بہرا شربت سے ہے چاہ زنخدان
نہو دل چاہ مین کیون اوسکی حیران

غلط گردن کی ہے مینا کی تمثیل
کہ ہوتی ہے نہین اسجا کی تمثیل

بیاض صبحدم ظاہر بیان سے
سفیدی اسقدر اوسمین کہان ہے

گلیمین سرخی پان خوشنما یون
ہے گلگون ہو شیشی مین عیان جون

یہ خوبی اوسمین ہے جسپا کلی کی
کہ سو جینے کی حالت ہے کلی کی

زمرد کی وہ ہیکل خوشنما تر
فدا ہو سبزۂ گلزار جسپر

جڑاؤ ہے یکانک جگنون ہین ایسا
خراج ہفت کشور ہو ل جسکا

قیامت ہے عجائب وش پریوش
کہ ہر اک دیکہکر جاتا ہے بیہوش

بغل سے کچہ نہین نسبت سمن کی
کہ ہے خوشبو وہان ساری چمن کی

نظر کا دخل ہووے اوسپہ کیونکر
کہ ہے تعویذ جان بازو کی اوپر

زلیبس لعل و گہر سے خوشنما مین
ہزارون نورتن پر جان فدا مین

بنا ہے بازو پہ جوشن اس بہا سے
کہلی عقدے ہی جنہونسے مانک سے

که دیکهه آئینه جسکے خوشنمائے ملاوی خاک مین اپنی صفائے

جو دیکهی اوس پری کی ساق سیمین نه آوی اوسکو بیتابی سی تسکین

عیان فندق سی هی سرخی کی یه هوم که لیوی پنجهٔ مرجان قدم چوم

حنائی دیکهه اوس گل کی کفِ پا ملا کرتی هین هر اک هاته اپنا

چلی جب نازسی وه سرو قامت اوٹهی خلخال سی شورِ قیامت

زبس هی خوبصورت وه گل اندام پڑا هی عشق سی هر ایک کو کام

جهانتک هین جهان مین سب جهاندار هوئی هین گو بِرِ جانسی خریدار

نگر کچه دن سی وه شیرین شمائل محبت کی طرف رکهتی هی مائل

کسی کا دل مین رکهتی هی تصور الٰهی کون هی اوس بت کا دلبر

پلا ساقی شرابِ کامرانی که آیا زور پر عشقِ جوانی

فریفته شدن نل غائبانه بر جمال دلفریب دمن و پرسیدن از کیفیت مقام آن غارتگر دلها و بیان کردن ندیم سرگذشت او

عجب کچه عشق هی غالب جهان پر کهر کهتا هی عمل هر ملک جان پر

همیشه عشق پر گبر و مسلمان فدا کرتی رهی هین جان و ایمان

الٰهی کیا اثر رکهتا هی یهه نام جو هین شیخ و برهمن اوسکی بس رام

یه لیتا هی کئی انداز سے دل گئی اس سی هزارون جا کمین مل

نه تنها عشق از دیدار خیزد بسا کین دولت از گفتار خیزد

دمن کا حسن اوسنی کیا سنا یا که سودا اور سودا مین بڑها یا

بدن پر خاکساری سی ملی خاک — کناری شہر کی عالم سی ہی پاک

اگرچہ حسب ظاہر وہ گدا ہے — حقیقت مین ولیکن بادشا ہے

دعا دی اوسنی جسکی حقمین اک بار — ہوئی آسان ہزارون کار دشوار

جو شہ اوس پیر کی خدمتمین جاوے — تو بیشک ہی مراد دل بر آوے

اوسی فرزند کی رہتی تہی بس چاہ — ہوا جسوقت ارشد ویسی آگاہ

یہ پہولا مثل گل اوسکا بدن سب — کہ تنگی سی ہوا شق پیرہن سب

خبر کیا اوس مسیحا دم کی پائی — تن بیجانمین گویا جان آئی

یہ کہتا تہا کہ آخر روز کب ہو — ملون جو رات کی پردی مین اوسکو

خدا دست کرم سی اپنی کم — رکہی زخم جگر پر میری مرہم

گیا دن آرزو مین جب گذر سب — ہوئی پیدا جہان مین ظلمت شب

جہان رہتا تہا وہ پیر جوان بخت — گیا مسکین اوسکی چہوڑ کر تخت

ملا سر کو غبار آستان پر — کہ تہا رتبہ فلک سی اوسکا برتر

ولی درویش اوسدم حسب معمول — عبادتمین خدا کی تہا جو مشغول

نہین اس سی ہوا بالکل مخاطب — رہا بس اپنی ہی مطلب کا طالب

سحر نی جبکہ دم مارا صبا سے — بلایا شہ کو بانگ مرحبا سے

مخاطب پا کی بس اوسکو سکندر — قدم پر عاجزی سی رکہدیا سر

دو زانو پہر الگ بیٹہا ادب سے — جدا الکو کیا لیکن نہ لب سے

ہوا درویش اوسدم یون گہر سنج — کہ حقمین بخشی ہین تجکو بہت گنج

یہان آنی سی حاصل تجکو کیا ہے — فقط تحفہ نصیحت یا دعا ہے

اسی ڈھب سے مخاطب ہو کی کئی چند — رہا گوہر فشان پہر خسرو دلبند
دیے پہر اوسنے ولیو اور ایک سیب — مٹایا دل سے اوسکی غم کا آسیب
کیا شہ نے اوسیدم یہ تصور — کہ دو فرزند ہین اور ایک دختر
کہا پہر پیر نے صد آفرین ہے — سجا ہے اسمین کچہ بہی شک نہین ہے
نصیحت جو کی ہے بہنے تجہسے — نہ ہونا اس سبب سے ترش مجہسے
نہین ہے بیمزہ یہ تلخی پند — کہ رکہتی ہی نہان شیرینی قند
ذرا اب اپنی آنکہین بند کر تو — نہان رکہ قدرت حق پر نظر تو
جو پایا پیر سے ارشاد اس طور — کیا آنکہونکو اپنی بند فی الفور
دیا یکبارگی کہول اوسنے جسدم — نظر آیا عجب حیرتکا عالم
کہ یعنی آپ کو دیکہا محل مین — اور اوس بانو کو بہی پایا بغل مین
اوٹہا مستی کا جو یکبارگی جوش — ہوئی دو نوا دسی عشقسے ہم آغوش
صدف پر ہو مخاطب ابر نیسان — ہوا قطرہ وہنسی آخر گوہر افشان
زبس تہی پراستی پر اونکی تقدیر — نشانی پر اوسیدم لگ گیا تیر
ہوئی جسوقت پوری نو مہینے — دکہائی دن فراغت سے خوشی نے
حمل میں یعنی اک خورشید رخسار — ہوا برج خلافت سے نمودار
نہین بس بانکو گذری تہی دو سال — کہ پیدا پہر ہوا اک ماہ تمثال
ہوئی شہ کو دوبالا شادمانی — بہت عالم مین کی گوہر فشانی
اور دل اسطرحسے کہ وہ بار — کہ بخشش سے ہوئی محتاج بے آز
جب آیا سال سیوم اس خوشی پر — ہوئی پیدا عجائب ایک دختر

ادا سی ایک دن ای غیرت حور
دکہا عاشق کو اپنا جلوۂ نور

پلائی تہی جو شب تو نی مئ عشق
ابہی تک ہون نشی تہی اوسکی مخمور

چہپی راتونکو آئی خوابمین جو اہ
نکالا خوب دل سے لینی کا دستور

پلااب شربت دیدار مجکو
رہون کبتک تپ ہجران سی رنجور

تری بن ای پری شیشۂ دل
ہوا سنگ الم سی سر بسر چور

شب فرقت مین بیتابی سی ہردم
جلا کرتا ہون مثل شمع کافور

زبس ہون تیغ ہجران سی دل افگار
بہا کرتا ہی ہردم خون ناسور

کسی دن وصل کا رکہہ آکی مرہم
بند ہے زخم جگر کا جس سی انگور

خدا کی واسطی راحت سی بیجان
تغافل اب نہ رکہہ خاطر مین منظور

پلا اک روز ساقی مئ ناب
کہ ہون اس جام مین لبتشی بیتاب

نشی مین جسکی ہوکر مست و بیہوش
کرون اک شمع رو کا سوز اظہار

مبتلا شدن دمن در دام عشق نل در خواب و نصیحت کردن دایہ

دلو نمین ہی عجب الفت کی تاثیر
کرون تاثیر کا کچہہ حال تحریر

کہ نل جس رات کو بیکل ہوا تہا
دمن کا بہی اوسی ڈہب کا حال تہا

اوٹہایا جو کہ عاشق نی وہان غم
صنم پر بہی وہی گذرا یہان غم

اگرچہ روز و شب وہ لالہ رخسار
رہی سرسبز ظاہر مین حنا وار

ولی باطن مین سرا سر ہجر تہا اوسکا
جگر اس رنگ سی گلگون تہا اوسکا

تعجب مین رہا کرتی تہی ہردم
کہ کیونکر ہی مرا احوال برہم

جو اپنی ہو نہین اوسکو بنایا
تعجب اوس گہڑی دایہ کو آیا

کیا یکبارگی دلمین تصور
کہ ہی شاید کوئی آسیب اسیر

جہانتک شہر مین عامل تہی ہشیار
بلائی پیشہ ستی کرکی اکبار

کہا ایسی کرو تدبیر تم سب
کہ کہولی منہ کو اپنی یہ شکر لب

اونہون نی دم کیا ہر چند افسون
رہی وہ بت مگر الفت کی مفتون

کر باندہی بہت افسونگری پر
چلا جادو نہ لیکن اوس پری پر

خواصین بیٹہ من کی پاس آئین
نئی انداز سی نیرنگ لائین

سخن یہی گرچہ کی تکرار سب نی
نکہولی لب مگر اوس غنچہ لب نی

ہوا آخر گمان سبکو ایسی پر
کہ ہی یہ نازنین مائل کسی پر

ہوئی ہی سحر گین آنکہون نکی بیمار
ایسی یہی ہی سخن کرنی مین ناچار

سمجہکر آخرش الفت کا رنجور
رہی ہر اک دوا کرنی سی مجبور

پلا ساقی دوبارہ ساغر مُل
کہ پہر تجہسی کہون مین حال بالکل

آگاہ شدن پدر وسمن از فتنہ انگیزی عشق و صلاح جستن از ندیمان و نصیحت دن بدن مین

محبت کا بڑا ہی سخت آزار
نہ ہو یارب کوئی ایسمین گرفتار

نہین چہپتی ہی دلمین عشق کی آگ
خسک مین کیا چہپا ویگا کوئی آگ

خدا جانی یہ کیا کرتا ہی نیرنگ
کہ چہرہ کا اوڑا دیتا ہی سب رنگ

دہن کا کچہ دنون تک یہ رہا طور
کہ نہان سب ٹہائی عشق کی جو

اونھون کی دیکھکر رنگین پر و بال ‌ ‌ کہا یہ گل نی صیادو سنی فی الحال

کرلا کر دام سبزی پر بچھاؤ ‌ ‌ کسی ڈہب سی نہین پہندی مین لاؤ

عجب مرغ سب رنگین ادا ہین ‌ ‌ کہ ظاہر مین نہایت خوشنما ہین

اونھون نی جگہہ یہ حکم پایا ‌ ‌ او سی دم جال حکمت کا بچہایا

اگرچہ اوڑ گئی سب مرغ رعنا ‌ ‌ مگر اوسمین پہنسا اک مرغ دانا

ہوا جدم قفس مین وہ گرفتار ‌ ‌ لگا کہنی سخن یہ کہول منقار

کہ یہین ہی اک اسیر ناتوان ہن ‌ ‌ جہان کی باغ مین بی آشیان ہن

عبث زخمی پہ ہی خنجر چلانا ‌ ‌ ستم ہی اور بسمل کو ستانا

مرا ہمجنس تہا اک یار غمخوار ‌ ‌ نہایت نیک سیرت اور وفادار

گیا وہ تو نکل پہندی سی فی الحال ‌ ‌ ہوا یہ دام میری جی کا جنجال

ہوئی اک تو گران اوسکی جدائی ‌ ‌ قفس سی دوسری مشکل ہی آئی

نہ دی آزار اے صیاد مجکو ‌ ‌ کہ اب بہر خدا آزاد مجکو

کہ ملنا مرغ بیچاری سی کیا ہی ‌ ‌ ستانا بی سبب نا روا ہی

اگر اس قید سی پاؤن گا آرام ‌ ‌ خوشی سی مین بہی آؤنگا ترے کام

کہا گل نی کہ تو خود ناتوان ہے ‌ ‌ تجہی اس طرح کی طاقت کہان ہے

وہ نکلی کام کب اک مشت پر سے ‌ ‌ جو ممکن ہو نہ ہرگز زور و زر سے

فرشتہ پر نہ مارے جس مکان پر ‌ ‌ اوڑی ہی کیونکر وہان مرغ بی پر

ہوا پہر مرغ زیرک یون سخن ساز ‌ ‌ کہ مین ظاہر مین ہون چندی بی پر

ولی وہانتک مین جا سکتا ہون اوڑکر ‌ ‌ ترا جس شہر مین ہی ہی دلبر

پر ہون نہا عقل سی دعوی ہمسری کا
جو چاہی تو خراب اوس پری کا
تو دی خدمت مجھی نامہ بری کی

مجھی جو دیکھتا ہی غم سی مضطر
کہی ہی درد دل سی چشم تر کر
کہ اس بیمار کو یہ تب غضب ہے
مفید اسکو فقط عناب لب ہے
مری جو ہمنشین ہین یار غمخوار
اونہون کی اور ہی رہتی ہی گفتار
کہ یعنی دیکھکر یہ حالت زار
ترا الفت کا بتلاتی ہین بیمار
مجھی اس بات کی حیرت بڑی ہے
کہ دنیا مین ہی یارب عشق کیا شی
نتہا واقف کبھی اس نام سی مین
سدا رکھتا تہا کام آرام سی مین
اوٹھی افسوس یہ آتش کدہر سے
نکلتی ہین جو یہ شعلہ جگر سے
کہون کیا ناتوانی اپنی تحریر
ہوا ہون مو بہ رنگ کلک تصویر
غم فرقت سی ای ماہ دل افروز
برابر سال کی کٹتا ہی اک روز
شب اندوہ مین بستر پہ اکثر
رگ گل نی کیا ہی کار نشتر
مجھی پیدا ہوا یہ عشق کس طور
سدا الفت کا ہی ہمدل اس طور
کہ دیکھی شمع کو جب انجمن مین
جلی پروانہ تب وسکی لگن مین
گمان جبتک نہ تہا دیکھی جا بد نشکو
یکایک آ لیسی بگڑی نہین ہو
یہان دل پیشتر ہی غائبانہ
ہوا ہی تیر مژگان کا نشانہ
تری صورتسی جدینسی لگا دل
پہرا ہی بت پرستی سی مرا دل
ہوئین جب سی رنگین تن کی نمودار
نہ کچہ زنار سی اب ہی سروکار
کشش کرنا ای دلبند مجہسی
کہ ہی بہتر ترا پیوند مجہسے
ملی اگر صنوبر سروی جب
چمن مین لطف ہو کچہ اور ہی تب
بجا نرگس کی ہمجوا ای چمن سے
بجا نسرین سے کے صحبت نسترن سی

١٥

کبھی صحن چمن میں پل کی گلبار / چلیں تھی خوش برنگ کبک کہسار
کبھی بلبل سی ہوتی نغمہ پرداز / کبھی پھر بولتی قمری کے آواز
ہوئی اس اس ادا سی جلوہ گر جب / نظر آئی دمن کو ناگہاں سب
اوڑی حیرت سی ہوش اوس نشاں کے / کہ ہیں یہ مرغ کس بوستان کے
نہیں معلوم کس گلشن سی آئے / یہاں جو اس طرح سی رنگ لائے
ایسی خوش نشیمن تھی وہ شکر لب / کہ وہ ہنسی اوڑ گئی یکبارگی سب
ولی وہ نامہ بر گلشن میں تنہا / رہا جوں طائر تصویر بر جا
نچھوڑا اوسنی جب اکدم چمن کو / ہوئی تب اور حیرانی دمن کو
کہ گستاخی تاک میں ہی یہ نظر باز / نہیں جو باغ سی کرتا ہی پرواز
یہاں بیٹھا ہی یہ کس آرزو میں / محبت ہی اسی کس گل کی بو میں
جو دیکھا طور اوسکا عاشقانہ / بڑہی آگی وہ آشوب زمانہ
جو میں چاہا کہ میں نزدیک جاؤں / کسی تدبیر سی پھندی میں لاؤں
یکایک اوس جگہ سی مرغ ہشیار / ہوا آتی ہی اوسکی گرم رفتار
جدہر جاتا لیک وہ نشتین بال / اودہر جاتی دمن بھی اوسکی دنبال
ہوئی جولان زبس وہ غیرت ماہ / خواصوں نسی نہ پہنچی کوئی ہمراہ
ہوئی عنقا صفت جب شکل اغیار / کہا اوس مرغ نی کا ای کبک رفتار
قدم آہستہ رکہ اس گلزمین پر / کہ پہروں نسی نہ لپٹی سنبل تر
کرا ای ہر خدا کچھ دیر آرام / کہ میں حج دقید ہوں نہ ہی دانہ و دام
کوئی دم اسجگہہ پر دم جو تو مار / دکہاؤں عاشق بیدل کا طومار

کہ ای نو باوۂ باغ وفائے
تو وہ تازہ رسمِ آشنائے

فلک پر جب تلک ہی مہر انور
رہی روشن تری طالع کا اختر

کری دائم جہان مین بادشاہی
کہ ہی زیبا تجہی عالم پناہی

لکہون کبتک قلم سی شوق دیدار
کہ ہی اسکی نہایت طول تکرار

ملی جب خضر کی بہی زندگانی
نہ ہو مجہسی ادا ہرگز زبانی

اسی سی وصل پر موقوف رکہکر
جہکاتی ہون قلم کو مدعا پر

کہ وہ نامہ جو تہا الفت کا دفتر
لکہا تہا مشک اذفر سی سراسر

ہوا میری لئی سودا کا دیوان
کہ پڑہنی سی ہوئی بی کل میری جان

جگر مین پہنچتی ہی اوسکے فی الفور
جنون کا داغ تازہ ہو گیا اور

کہون کیا حال اپنا اسے دل افروز
کہ ہون کس کام مین مشغول ہر روز

نہین کچہ آج کل کا ماجرا ہی
بہت دن سی دل اپنا مبتلا ہی

سدا جو دیکہتی ہون تیری تصویر
پڑی ہے صبر کی پاؤن مین زنجیر

نہ رکہتی رو برو گر نقش تیرا
نہایت تنگ ہوتا حال میرا

کیا ہی عشق نی ازبسکہ بدنام
ملامت کر رہی ہین خاص و عام

نصیحت سب سناتی ہین ہر روز
نمک چہڑکی ہین گویا زخم پر روز

مگر جو سوز الفت سی ہوا خاک
جلاویگا کوئی پہر اوسکو کیا خاک

جنہونکی عشق سی سینی مین ہی چاک
ہمیشہ رشتۂ و سوزن ہی ہی پاک

وہان تو ہو رہی بلبل زار
یہان مین مثل گل ہون ہمچو خار

پری کی طرح گر ہوتی مرے پر
پہنچتے اوڑ کی مین تیری محل پر

نکل پھر شمع رو پردی سی باہر
پھری تھی گرد محفل کے سراسر

نظر کر جسپہ ہو جاتی تھی مائل
گلی میں ڈال دیتی تھے حمائل

اوسی کی ساتھہ پھر ہوتی تھی منسوب
اگر ظاہر میں ہو بد شکل یا خوب

پلا ساقی مجھی صہبای گلرنگ
کہ خوش آئی صدائی بربط و چنگ

مہ و خورشید اب ملتی ہیں باہم
چلی لبرات و دن ساغر دمادم

رفتن نل بشہر دمن باميد وصال با ساز و حشمت وو در آغوش عروس اقبال کردن من با نل و باز آمدن نل بملک خود

جہان میں جبکہ آیا موسم گل
ہوئی نغمہ سرا عشرت سی بلبل

چلی گلشن میں پھر باد بہارے
درختون پر ہوئی پھر سبزکارے

چمن سے جو اوڑی خوشبو جہان میں
طراوت آگئی ہر مغز و جان میں

پریڈیون نی گلدستی بنائے
نئی انداز سی پھر رنگ لائے

ہوئی جو بارور نخل ثمربار
کھلی ہر مرغ کی شادی سی منقار

زمانی میں بہار آئی جو اس طور
ہوا دل عاشقونکا جوش پر زور

یکایک دیکھہ سرسبزی چمن کی
ہوئی نل کو ہوس سیر دکن کی

کیا پھر چلنے کا وہ تیار سامان
رہی جسکی صفت میں عقل حیران

ہزارون اسپ گلگون عنبرین مو
صبا رفتار ہنگام تگاپو

وہ چلتی ہاتھیون کی خوشنما تر
پڑین زربفت کی جھولین سراسر

غلامون کی ہزارون خیل زیبا
سخن میں مثل طوطے سب شکر خا

١٩

ندیتا ایکدم آرام پر دل ❊ چلا جاتا تہا بس منزل بمنزل

رہی نزدیک جون جن شہر بندر ❊ سماتی تہی خوشی بس دل کی اندر

قدم چابک پڑین گہوڑونکی ایسے ❊ شتابان ابر مین ہو برق جیسے

سبک اسطرح جاتا تہا لشکر ❊ روان ہو موج جون دریا کی اندر

زبس عاشق نی کی کوشش سفر مین ❊ دکن کچھ دن کی بعد آیا نظر مین

جو ہین دیکہا سوادِ شہر دلدار ❊ ہوا افزون سوادِ چشم اکبار

تجمل حشمت اپنا دکہاتے ❊ چلی بندر کی اندر زر لٹاتے

گیا تہا شہر مین کچھ تہوڑی ہی دور ❊ کہ دیکہا اک مکان شادی سی معمور

پہنچے سب تہے ہر طرف جو نقش نگین ❊ نظر آتا تہا اوسجا تختۂ چین

بہار ایسی تہی خیمی کے نمودار ❊ کہ جون موسم مین کہل جاتا ہی گلزار

پہنچے تہے فرش نگار نگ معقول ❊ کہ بلبل دیکہکر جاوے چمن بہول

مہیا ہر طرف اسباب عشرت ❊ کہڑی چارون طرف ارباب عشرت

پیدا وہتی چنگ سی آواز دلکش ❊ کہ آجاتا تہا ہر اک کو وہان غش

گئے جو شمع رو تہی انجمن مین ❊ لگاتی اور بہی آتش لگن مین

زبس تہی دلنشین و شہ نشین جا ❊ ہوا ان اوسکے سبب رونق افزا

جہان تک تہے پری وشوخ و طناز ❊ ہوئے سب گرد اوسکی جلوہ پرداز

ہوئی جب یہ خبر ہر اک کو معلوم ❊ تماشی سی اوٹہی چار و طرف دہوم

سنا جس دم دمن نی مقدم یار ❊ ہوئی یکبارگی مشتاق دیدار

او سی دم جلد وہ ماہ دل آرام ❊ گئے دالان سی اوٹہکر لب بام

رہا نل ویسا ہی بیتاب اوس جا
بنا ہی سیمتن سیماب اوس جا

ندیمون نی بہت بیکل جو پایا
تسلی دیکی مسند پر بٹھایا

کہا اب آپ کیون ہوتی ہین بیکل
ملے ہی وہ پری رو آج یا کل

جسنی وہی سیر مفت مین گنج
خرابی سی اوٹھاوی کس لئی رنج

محبت مین وہ بہی مبتلا ہی
نہین مطلق اب اندیشی کی جا ہی

غرض جب دیکھتی تہی اوسکو غمگین
اسی تقریر سے دیتی تہی تسکین

مگر نل ویسا ہی رہتا تہا رنجور
بہلا شبنم سے ہو کیا تشنگی دور

جسی ہو درد سر فرقت کا ہر دم
نہین صندل سی ممکن ہی کہ ہو کم

بہ رنگ شمع جلتا تہا سراپا
کہ آ پہنچا یکایک دن لگن کا

ہوا شادی کی محفل کا سر انجام
چلے سب دیکھنی کو خاص اور عام

کرون کیا مین سماں اوس دن کا تحریر
زبان سی ہو نہین سکتی ہی تقریر

اوٹھی باجون کی یہ آواز خوشتر
کہ آئی چرخ سی زہرہ زمین پر

ہر اک سو بج رہا تہا بربط و چنگ
جدہر دیکہو ادہر تہا راگ اور رنگ

عجب نقشے کا شاہانہ بچہا فرش
ملا جس سی زمین کو رتبہ عرش

جہانتک تاجور آئی تہی اوس جا
ہوئی درجی بدرجے رونق افزا

ہوئی جب دم نہایت گرم محفل
دمن نکلی مکان سی اپنی خوشدل

خرامان سب پریرویون کی ہمراہ
گئی مجمع کی اندر جست ناگاہ

کیا ایسا کرشمہ دلبری کا
کہ سب کو ہو گیا سایہ پری کا

ادا سے الغرض دامن اوٹھا کے
گئی نزدیک نل کی مسکراتے

۲۱

یہ نقشہ دیکھ دونوں گلبدن میں | جلا کی شمع غیرت سی لگن میں
ہوا نیسان صدف میں جب گہر بار | پرونی سی ہوا حکاک ناچار
جو تہا الماس اوسکا سخت مائل | ہوا اکبار گی نرمی سی مائل
بدن تہا سرخ جو شنجرف کردار | گیا زردی نی اوسکو کہربا وار
ہوا چہرہ پہ مہتابی کا عالم | گیا بالکل وہ بیتابی کا عالم
رہا دلدار سے لیکن ہم آغوش | کہ تہا باطن میں اوسکی ویسا ہی جوش
سحر کو جب کہ مہرِ عالم آرا | ہوا چرخِ برین پر جلوہ فرما
گیا بادِ صبا نی عزم گلشن | ہوئی پہر پہول پر بلبل نوازن
جدا ہو نل بہی اپنی دلربا سے | گیا تھل میں پہر خلوت سرا سے
قدم رکہہ مسندِ شاہی کی اوپر | کیا ممتاز ہر اک کو سراسر
پنہائیں خلعتیں وہ رنگ در رنگ | جو ماری دامنِ گلزار پر چہنگ
ہوا یہ درفشان اوسدم میں پر | کہ نیسان کو عرق میں کردیا تر
غرض کر اسطرح سبکو سرافراز | اوٹہایا پہر سفر کا جلد ساز
خوشی سی اوس پری کو گہر میں لایا | مکان اپنا پریخانہ بنایا
فراغت سی سدا بے زحمتِ غیر | لگا کرنی بہارِ حسن کی سیر
پلادی ساقیا اک جام بہر اور | کہ ہی اس دور کا اب اور ہی دور
فلک نیرنگ بازی پر پہر آیا | پریشان نل کو صحرا میں پہرایا

شورش جنون نل و باختن ملک و مال بقرعۂ کجبازی حریف

تھا اک روز اوسنی نل سی جاکر	کہ تنہا بیٹھی ہین آپ اکثر
اسی سی ہی لگو ہی بیتابی و رنج	سجا ہی شہ کی خاطر شغلِ شطرنج
اگر راغب طبیعت ہو نہ اسپر	تو کہیلا کیجئے کچہ دیر چوسر
کہ ہیچ شدل ہم بازی لگا کر	کہ کر دیتا ہی زائل رنج کو زر
نہین کچہ آپکو ہی نقد کا غم	کہ دریا ایک قطرہ سی نہو کم
زبس تہا زور پر اوسوقت سودا	ہوا سنتی ہی نل مشتاق اوسکا
سجانا دشمنِ جان یہ ہوا ہے	سراسر مکر یا تو نہین ہرا ہے
کہا یہ شغل بہتر ہے نہایت	مجہی یہ طور خوشتر ہی نہایت
محبت کیا کہ ہم تم اِک جگہ ہین	اور اپنی شغل کی دونو ثمر ہین
جہان اسطرح کا ہو اخلاص باہم	وہان کیا نقد کی جانی سی ہو غم
یہ کہکر پہر وہین چوسر منگا لے	ندامت مفت مین سر پر اوٹہالی
حریف اس فن مین تہا عیار و پرکار	دغا کی کہیل سی تہا بس خبردار
لگا اپنی تئین تہ ہلی پر اسنے	رہی جسمین مخاطب اس بہانے
جو تہا نل بازیِ دوران سی غافل	لگایا کہیلنی مین اوسنے ہی دل
نہ تہی انجام سی اپنی خبر کچہ	نہ طراری یہ تہی اوسکی نظر کچہ
پہر آخر اوسنی یہ حکمت لڑالے	کہ نل نی ایکہی بازی ہی پائی
دیا ایسا فریبِ جادوانہ	کہ دم مین لی گیا سب مال خزانہ
جہانتک گہر مین تہا اسباب زیور	نہ چہوڑا ایک بہی خس کی برابر
لگا کر ملک بازی مین سراسر	گیا سب یکساعت مین برابر

کہاں خدمت کو تھی ہر ایک مشتاق　　کہاں اب خود ہوئی محتاج آفاق
بدلتی تھی کئی ایکدن میں پوشاک　　جو اب اک پیرہن ہی وہمیں چاک
بلا ساقی شراب روح پرور　　خلل آوی نہ جسمیں مرغ دل پر
کہی اب فتنہ پردازی پہ ایام　　بچھاتا ہی نئی انداز سے دام

انداختن نل دام پیرہن بر طائر و پرواز کردن مرغ باپیرہن و ماندن او در صحرای خارزار و پر آفت

عجب دیکھا جہانمیں عشق کا رنگ　　کہ ہر ساعت بدلتا ہی نیا رنگ
جسی پھندی میں اپنی لا پھنسایا　　جہان کی کام سی اوسکو چھڑایا
اسی ہیں اسطرح کی یاد افسون　　کہ لیلی کو بنا دیتا ہے مجنون
ہزاروں عاشقون کی مثل فرہاد　　گئی ہی جان شیرین اسمین برباد
کیا کیا نل کو آخر اسنی حیران　　کہ صحرا مین لگا پھرنی پریشان
نہ کچھ کہانا میسر تھا نہ پینا　　ہوا دن رات غم کہا کہا کی جینا
شکم سی بھوک کی گرمی کی ماری　　نکلتی دم کی ساتھی بس شرارے
رہی جب کچھ دنوں تک بیخور و خواب　　زمین پر گر پڑی وہ ماہ بیتاب
وہیں کا دیکھکر احوال ابتر　　کہا نل نی کہ ای فرخندہ اختر
پڑی اس طور سی بی صبر کیا ہی　　ہمارا بھی یہان رزق خدا ہی

بصبر اندر صدف باران شود در　　بصبر از لعل و گوہر کان شود پر
بصبر اندر رحم یک قطرۂ آب　　شود دیدہ ماہ را ماہ جہانتاب

قریب اوس مرغ دانا سی جو کہایا / بہت بیچارگی سی دم مین ایا

ندیکہا جب کسی کو وہان پہ غمخوار / چلا آگیا دمن کو لیکی ناچار

کئی دن بعد دونو نکو سفر مین / کسی جا اک درخت آیا نظر مین

ملے جا اوسکی پہلی خوب ڈہی / پہر اسکی بعد باہم ملکی سو ئی

اوٹہی جو خواب کی گہری ستی شتاب / نظر آیا کہین اک چشمۂ آب

گئی نزدیک جو اوسکی قضا کار / ہوئین دو مچہلیان انکو نمودار

کہین اوسوقت وہ لہرونکی ماری / پڑین تہین آ کے دریا کی کناری

کہا انکی دمن سی کاہی سمنبر / سفر کا دیکہہ تو احوال ابتر

رہین کی مثل ہے حالت ہماری / کہ رہتی ہی ہمیشہ بیقرارے

ہوئی جیسی جدا اپنے مکان سی / پڑا ہی کام اس یکرے ان سی

نہین غمخوار اب کوئی رہا ہی / جہان سب یک قلم دشمن ہوا ہی

کیا جسوقت ان باتونکا چرچا / جلا دل آتش غم سی دمن کا

صنم کی دیکہہ وسنی حالت زار / کہا پہر اس طرح سی کاہی وفادا

نکہہ برباد نا حق نقد جان کو / ابہی ہی آزمانا آسمان کو

بہلا دیکہین کہانتک بی وفا ہی / پہر آخر رنج کی ہی انتہا ہی

ملا ہی رزق اندک اب تو خوش ہو / اوٹہالی ہاتہہ مین ان مچہلیون کو

الگ جا آگہ مین ہونو اسیدم / کہ ہو جسمین شکستہ ہیت اشتہا کم

یہاں سی ہمن قدم جلدی اوٹہائی / ابہی آئی ہون دریا سی نہا کے

ہوا یہ کہکی دریا کو روانہ / سنجانا دشمنی پر ہی زمانہ

گذشتن نل و دمن از خواب

دمن از جدائی ان یار بہ تنہائی گریہ و زاری کردن

اگرچہ دل عجب تھا مرد ہشیار
ہوا جیسی نگہ سودے کا آزار

گئی وہ عقل کی ساری رسائی
سراسر جیسین نادانی سمائے

کہا اکن دن سہی کا ای مریجان
پھر گی کیہاک صحرا مین حیران

ترا مانند گل نازک بدن ہے
بہار گلشن و رشک سمن ہے

گل و خورشید کی مانند ای ماہ
نہ سرگردان ہی تو میری ہمراہ

گوارا کس سہی ہو دلدار کا غم
بنی کیون سرو ناحق نخل ماتم

نہین ہی غم کے دریا سی کنارہ
ابہی ہی دور تک اسکا کنارہ

مناسب ہی کہ مجہسی ہیسیکے دل
وطن مین جا کی تو ماں باپ سی مل

نکر اپنی تئین برباد ناحق
بنی دنیا سے کیون آزاد ناحق

یہان تو مفت جان اپنی نہ ہاری
خدا کو بینی سونپا بس سدہارے

اگر دنیا مین مین جیتا رہونگا
تو اک دن پھر خوشی سی آ ملونگا

وہ مہ لس گفتگو سے غم مین آئے
کہا یہ کیا تری جی مین سمائے

کرونگی مین وفا کی حق گزارے
نہین ہی چھوڑ جانا شرط یاری

نکالی ہی کہان کی گفتگو یہ
عبث رکھتا ہی دل مین آرزو یہ

کہین عاشق کو ہوتی ہے صبوری
کوئی دلدار سی چاہی ہی دوری

وطن سی اب مجھی نسبت کہان ہے
وہان سی اور ہی راحت یہان ہے

جہان جسکا صنم رونق فزا ہو
وہین اوسکا مقام دلکشا ہو

نہ بہاوی رونق گلزار اوسکو
گلستان ہو برنگ خار اوسکو

اوسیکا دوستی مین نیک ہی نام
جو آوی ہیکسی یار کے کام

یہ کہکے بس زمین پر ابر سا رو
چلی وہ رشک لیلی مضطرب ہو

نہ کوئی اسجگہ پر آشنا ہے
نہ اوسکا راستے میں نقش پا ہے

پھری ہر چند صحرا میں بہت سا
نہ دیکھا اپنی مجنون کو کسیجا

جدہر وحشی کی صورت پھیرتی تہی تو
نظر پڑتی تہی شیر و گرگ و آہو

ہوئی جب ڈہونڈہ کی حیران نہایت
لگی کرنی تصور میں شکایت

کہ کیا وحشت تری دلمیں سمائے
جو کی اکبار گی مجھسے جدائے

گیا جدم نہ کیون مجکو خبر کے
فقط آرام پر اپنی نظر کے

نہ لایا رحم میری بیکسی پر
سجا اپنا کیا کہنا سراسر

جہاں میں عشق آگی سی ہوا ہے
کسینی بہی کبہی ایسا کیا ہے

تجہی واجب تہا جانا دغا سے
خبر کرنا تہا کچہ راہ وفا سے

کہاں کی دشمنی مجھسے نکالی
جو خاطر جمع سے بالکل اوٹہالی

گیا تو ہی صنم سے ہوکی آزاد
گیا سب عشق کا ناموس برباد

کہاں مارا تہا اس قدر سے ہاتہ
سنچہوڑون گا مرتے دم تلک ساتہ

کہاں اس طور سے کرلی ادائی
گیا سب بہول رسم آشنائی

مثل کہتی ہیں یہ اوستاد کامل
کہ دیوانہ بکار خویش عاقل

کہ رستے میں کسیجا پر قضا کار
پڑا تہا اژدہا اک مردم آزار

دہن کو نرم و نازک لبکہ پایا
دہن تک مرسی اپنی کہینچ لایا

اگرچہ آسمان کہیلا تہا بازی
چلی لیکن نہ اوسکی فتنہ سازی

کہ اوس ساعت مسافر ایک ناگاہ
چلا جاتا تہا سنسان میں سر راہ

خدا جانی کہاں وہ سنگدل ہے
نہاں کس شکل سے کس منزل ہے

پھری سب آہوؤن نی چوکڑی ور
یکایک ہو گئی دہشت سی کافور

نہ چیتا ہی اوٹھا کوئی اودہر سی
پڑی عاجز تھی سب گویا کر سے

اُسیکا چل سکا اوسپر کچھ زور بہ
ہر اک مردی کی صورت بن گئی گور

جہانتک تھی وہان پھر پیل پر زور
ہوئی اوسنا توان کی واسطی مور

برا آیا جب نہ یہ مطلب وہان سی
ہوئی پھر متنفس آہ و فغان سی

کہ بجھتا کیون مجھی اوس پیر فی ہای
نہ روکا اوسگھڑی تقدیر فی ہای

چہ خوش بودی اگر با در نزادی
بجائی شیر مارا زہر دادے

مری سینی سی تو ای دل نکلجا
نہ رکہ اس قالب غمناک مین جا

نہ تو اب در پئے آزار جان ہو
خدا کی واسطی باہر روان ہو

اسی حالت مین وہ تھی روتی ہاری
گئی بیتاب دریا کی کنارے

کیا جو سوز نی اوسکی اثر کچھ
فرشتی سی پڑی اوسکو نظر کچھ

نہین پانی سی ہوتا تھا قدم تر
حباب آسا سبک جاتی تھی خوشتر

وسن کو دور سی دی یہ بشارت
کہ مت رکہ اب تپ غم سی حرارت

کوئی دن مین تجھی ملتا ہے آرام
گئی ہین اب گذر گردش کی ایام

عبث غمگین تو ہے ہر دم صدا ہے
کہ مالک بینواؤن کا خدا ہے

اشارہ کرگئی یون اوس سی پری
ہوئی غائب یکایک پھر نظر سی

وسن اس ماجرے کو دیکھکر وان
رہی تصویر سی یکبار حیران

کہا یارب یہین ہون حیران اسقدر
اسی مین خواب سمجھون یا تصور

کھڑی تھی اس تصویر مین کہ ناگاہ
گیا لشکر سی اوڑ کر سارا گذر گاہ

بجا جب صبح دم پھر کوس شاہی — ہوا لشکر پھر اک جانب کو راہی
دمن بھی اوس جگہ سی اوٹھکر آہ — چلی ناچار ہو لشکر کے ہمراہ
سر راہ ایک منزل میں قضا را — ہوا در پیش جنگل ہاتھیون کا
اونھون نی بو جو اوس لشکر کی پائی — پہنچکر بی طرح آفت مچائی
ہوئی اس طرح سی مائل ستم پر — کہ یکسر کر دیا پامال لشکر
نہیں چھوڑا سلامت ہا نیکتن — رہی باقی فقط تھوڑی برہمن
پری پر بھی نہ کچھ آسیب آیا — خدا کی رحم نی اوسکو بچایا
غرض لیکر دمن کو وہ برہمن — ہوئی آگی وہاں سی پھر قدم زن
شتابی سی قدم اپنی اوٹھائی — نکل صحرا سی آبادی میں آئی
اونھونکا جو وہاں فرمان روا تھا — عجب بادل وہ مہر آشنا تھا
گئی جب سامنی اوسکی پریشان — ہوا آنکھوں سی اپنی گوہر افشان
نگہ رحمت سی کی جب دم سبھون پر — نظر آئی اوسی وہ ماہ پیکر
رہا کچھ دیر حیرت میں کہ یا رب — کوئین سی کب یہ نکلا ماہ نخشب
سمجھکر اوس پری کی قدر برتر — بٹھایا تخت کی اپنے برابر
پریشان نفس سا دیکھا جو اوسکو — لگا وہ پوچھنی بس مہربان ہو
کہ کیا تجھپر پڑی ایسی تباہی — ہوئی تنہا جو اپنی گھر سی راہی
تباہ جسمی نگر اسباب کا تنگ — بہت ظاہر میں تو حالت سی ہی
نہان کیونکر ہی اپنا حال پُر درد — ہوئی ہی کیون برنگ کہربا زرد
دمن نی دیکھ اوسکی مہربانی — سنایا حال اپنا کچھ زبانی

دمن کی باپ نے جس دن سنا حال
ہوا غم سے بہت اوسکا برا حال

کہا رو رو کی یون سوز دروں سے
کہ پہولا ہے یہ گل نخل جنون سے

نہ رکہتا دل جو سودا سے سروکار
نہوتا گرم رسوائی کا بازار

نہیں معلوم وہ بے ساز و سامان
کہان ہو اب بیابان مین پریشان

دمن کا حال ابتر کیا ہوا ہو
اکیلی کس بلا مین مبتلا ہو

اوٹہائی ہون سفر مین کیا الم ہائے
کہ تہا جون سیل اوسکو اک قدم ہائے

نہ دیکہا تہا مہ و خور نے جسی آہ
پہرایا اوسکو گردون نے بیگاہ

میسر تہا جسی حلوای تر روز
کہلاتا ہے اوسی خون جگر روز

رہا افسوس مین کچہ دم اسیطور
بہت بعد اسکی پہر جی مین کیا غور

کہ پہولی پہر نہ رستی مین کوئی گل
سفر مین آفتین ہوتی ہین بالکل

طلب کر کی سدیوا برہمن کو
جو تہا پہچانتی والا دمن کو

کہا جلدی ابہی تیار ہو کر
کمر باندہو دمن کی جستجو پر

جو لاویگا خبر اوسکی سفر سے
کرونگا اوسکو مالا مال زر سے

کیا اسنے سے جب وعدۂ زر
ہوئی مانند گل شاداب یکسر

چلی اوس گلبدن کی شوق مین یون
کرے باد صبا عزم چمن جون

کوئی تہا کوہسارون پر نظر ساز
کہ ہے وہ کبک سا جلوہ پرداز

کوئی سیر کرتا تہا صحرا مین تکاپو
ملی جسمین وہ رشک چشم آہو

اونہین مین ایک تہا از بس نکو نام
کہ کہتی تہی سدیوا اوسکا سب نام

پڑا آخر گذر اوسکا وہان پر
جہان تہی جلوہ گر وہ نیک اختر

۳۳

مبارک وقت تہا اوس روز ایسا
[illegible]

مری غم سی او نہون پر کیا ہوا ہی
کہا سب ہین تری فرقت مین حیران
تری اس جستجو مین بی شہر پا
ہوئی میری یہان تک جو رسا ہی
سنا یا حال جب یہ برہمن نی
نہایت برق سی کر بیقراری
وہان پر اتفاقاً ایک محرم
یکایک سنکی اوسکا نالہ و آہ
کہ اسدم دیکھکر اک برہمن کو
برنگ شمع روتی ہی کھڑی زار
کبھی جسوقت اوسنی یہ حکایت
دمن کو بیقراری سی بلایا
کہا انکھو ںسی تیری اسی پریرو
تری غم سی نہایت غم مجھی ہی
اسی صورت سی کی ہر چند تکرار
نہین از درون باہر نکالا
نیائی جب نشان اوسنی سخن سی
کہ آئی زنار دار ایک گردار
حقیقت جو کہ ہو وی اسجگہ پیدا

کہان رہتی ہین اور احوال کیا ہی
لبون پر آرہی ہی دردسی جان
پہری ہی قافلہ صحرا بصحرا
تری اقبال نی کی رہنمائی
دکھایا سوز اپنا ہی دمن نی
ہوئی آنسو سی ابر نو بہار سی
کہ تہی اوس نازنین کی یار و ہمدم
کیا بانو کو اوسنی جاکی آگاہ
ہوا ہی غم بہت اوس سیمتن کو
نہین کچھ سوز دل کرتی ہی اظہار
تعجب مین ہوئی بانو نہایت
تسلی دی کی زانو پر بٹھایا
بہی ہین بی سبب کیون ہیچ اتنشو
تباسج کیا الم اسدم تجھی ہی
کیا اوسنی نہ لیکن حال اظہار
چھپا کر اور ہی باتین بنالا
الگ بلوا کی پوچھا برہمن سی
دلاتی ہون تجھی سوگند زنار
کرہی تو مجھہ ظاہر یہ کم و کاست

جسے ہی کچہ خیالِ لطفِ دلدار
نظر مین اوسکی ہی عالم شب تار

نہین اِس پیچ سے پاتا ہی آرام
پریشانی ہی رکہتا ہی سدا کام

دمن جس روز سے بندر مین آئی
جنون نے اور ہی رنگت دکہائی

پدر نے گرچہ دی اک باغ مین جا
کہ ہو آزاد غم سے سرو رعنا

وہان کچہ اور ہی تازہ ہوا غم
کہ گل بے یار سے آئیا خار سے کم

جلا دل آتش گلشن سے اوسکا
ہوئی سبزی سے گرمی اور پیدا

چمن مین بے کلی سے روز ہر بار
کہا کرتی کہ اے چرخ ستمگار

ہوئی وہ کون مجہسی کج ادا نے
تصور مین جو تیری راحت ائے لیے

اڑی تہا مرغ دل پہر ہوا مین
پہنسایا پہر یہان دام بلا مین

جہی صحرا ہی بہتر اس چمن سے
جہی غربت گوارا اس وطن سے

بلا کر آخر شب دایہ کو اک روز
لگی کہنے کہ اے غمخوار دلسوز

اگر چاہے مری اب زندگانی
نہو برباد جس مین نوجوانی

تو لے جلدی خبر میری صنم کی
نکر تاخیر اِس مین ایک دم کی

نہین تو روز غم کہاتی رہونگی
تری ہاتون سے بس جاتی رہونگی

کہا دایہ نے سن اس گفتگو کو
کہ بیتابی مین تو اوقات مت کہو

جگر شاد اب رکہ سیر چمن سے
گرانی دور کر نازک بدن سے

نکر دیوانہ پن کی گفتگو تو
لڑکپن چہوڑ دے اب ہی پی کو

جلاتی ہے تپ غم سے عبث دل
کہ مین کب ہون و اسطے عاشقی قل

یہ کہکر پہر مجلس مین جا کے فی الحال
کہا مان سے ہمن کی غم کا احوال

اوسی محفل مین نل تھا رونق افروز
وہاں دم کر رہا تھا آہِ جان سوز

جنون سی اسقدر تھا حال ابتر
کبھی تو وجد کی حالت تھی اوسپر

نظر برنا دکی صورت جو آئی
یکایک اوسمین حیرانی سمائی

کہ آیا کون ہی یہ مرد غمخوار
کہ پیدا آس سے ہی الفت کا آثار

کری کیا غیر تقریر آشنائی
کبھی بیدرد کیا باتین دوا کی

اِشارے سے حقیقت کو پوچھکر
کہا برنادی کا ای نیک منظر

بتا کس شہر مین مسکن ترا ہی
یہان رہتا ہی کیون اور نام کیا ہی

نظر کس برق عارض سے لڑائی
گھٹا سی جو سیاہی تن پہ چھائی

جلا کس آتشین رخسار سے تن
بنا کس لالہ رو کی غم مین سوسن

نظر آتی ہی کسکے زلف خمدار
ہوا ہی مثل شانہ جو دل افگار

جو پوچھا رسم الفت کی ادا کر
کہا نل نی تکلف کو اوٹھا کے

کہ جو اس شہر کا فرمان روا ہی
نہایت نیک خلق اور باوفا ہے

جو ہین اوسکے ملازم او برتر
اونہون مین ایک مین ادنی ہون نوکر

نکو اہل فراست ہین جو ہشیار
اونہونکا ہون ہنر سے اپنے سردار

نہین کچھ ایک ہی جگت مری نام
تعلق اور ہی رکھتا ہون سب کام

اگرچہ ہون یہان گمنام مشتبک
مگر کہتی ہین بعضی نام باہک

جہان اورنگ شاہی جو نما ہے
مجھے ایسی بینوا کی قدر کیا ہے

حقیقت مین بہت ای نیک کردار
وفا کی رسم سی تو ہی خبردار

نہ ہو جسمین کہین کچھ بوی وفائی
کری کیا اوس سی کوئی آشنائی

مگر ہین جشن کی دو روز باقی
کہی اِس تجہین حاصل تجھی گنج
لگا کہنی پہر آخر یون من سی
عبث تو اِسطرح شِکوہ کُن ہی
کہ بیٹہی ہی بہت رنگ زمانہ
نہ ہو جسمین تیرا کوئی زبان گیر
یہ عاشق کی لئی افسونگری ہی
بہت ہین اوسکو سِحر سامری یاد
دکہاوی ایک دم مین سیر عالم
تو اوسکی واسطی یہ امتحان ہی
ہوا مثلِ صبا آخر قدم زن
کہا پیغام اوس غنچہ دہن کا
ہوئی پیدا نہایت بی قراری
کہا اِسطرح رسی کا میری ہمدم
کہ ہوئیگا وقت مشکل میں تیرا یار
کہ ہی تیار شادی کا سر انجام
کہ ہی مائل مجھی پردہ شکر لب
ولی بندہ رہانسی ہی بہت دور
کہ دو دن مین فقط پہنچون ترا آب

چلاوی جسقدر کوئی چلین فرز — نہین کچہ فرق اسمین ای ملک فروز

تمہارت برن جو واقف ہیں سبہے — او نہین دیکہا تمہارت کی نظر نہی

لگا کہنی کہ کیا ہی خوش قدم ہے — کوئی دم مین روان سوی عدم ہے

چلین گی کسطرح سی یہ سفر مین — کہ ہین لاغر بہت میری نظر مین

کہا اُنسی نہین بہتر ہی کوئی — انہین پر ختم ہی ساری نکوئی

اب آگی آپکی مرضی بجا ہی — زبان سی جو کہ فرما دین روا ہی

جو ہو وی آپ کی خاطر کا مرغوب — وہی بہتر وہی اچہا وہی خوب

غرض کر اوسنی اپنی کارسازی — منگائی اور ہی دو اسپ تازی

سواری کر اونہو نپر بس اوسیدم — چلی دو نو سکا انسی نی باہم

نہ پہونچی تہی وطن سی یک فرسنگ — کہ گہوڑی ماندگی سی ہو گئی تنگ

لگا کرنی دہن سی کف سراسر — زمین پر گر پڑی آخر برابر

کہا رت برن سی نل نی کہ ای رانے — نماناً آپنی کہنا مرا ہے

سفر کی جتنی بہتر اسپ لاغر — کہ چلتا ہی قدم سی وہ سبکتر

بہت مشکل ہی غمخواری سفر کی — کہ یہ گہتا ہی سفر صورت سفر کی

یہ سن رت برن نی پہر ہو کی ناچار — منگائی نل کی دو نو اسپ رہوار

اونہون کی خانۂ زین پر جو آئے — قدم یکبارگی وہ انسی اوٹہائے

چلی جاتی تہی اسدہب سی سبکتر — کہ سم پڑتی نہ تہی گویا زمین پر

ہوا کو دیکہ دونون کی شتابی — نہین آتی تہی تاب ہمرکابی

کرین چلنی مین ایسی بیدرنگی — نہ پہنچی تہی فراخ اور تنگی

عجائب اک حساب آتا ہی ایسا / کرون جس سی بیان سب پوچھکا
یہ کہکر پھر مخاطب ہو گی نل سی / بتائی سب عدد و شکل رمل سی
جو تہا ظاہر نہین اوسپر ہنر یہ / تعجب مین تہا بس دیکہکر یہ
کہا کیونکر یقین ہو مجکو ای راے / کہ ہی جولان نہین اسپر مری راے
نہین گنکر سمجہ لونگا مین جبتک / رہی گا عمر بہر باقی مجہی شک
ہوا اسبات سی رت برن بیزار / کہ ناحق اب یہان کرتا ہی تکرار
عبث دلمین تری اسکا گمان ہی / ٹہہرنیکی بہلا فرصت کہان ہی
مفصل حال سب تیرا ہی جانا / کہ اسجا سی ابہی ہی دور جانا
کہا نل نی کہ چلئی آپ کچہ دور / نہین ہی منی کا خدمت سی مین مجبور
مری خاطر تہی اضطرابی / پہونچتا ہون کوئی دم مین شتابی
زبس رت برن تہا بی صبر و بیدم / چلا آگی وہانسی ہوکی برہم
یہان نل نی کہ سی کہینچ دشنہ / کیا رت برن کی حکمت مین رخنہ
کہ یعنی کاٹکر اوس نخل تر کو / لیا بالکل سمجہ اوسکی ہنر کو
عدد کی کہ گیا معلوم جو راہ / نہین کچہ پوچہنی کی پہر رہی چاہ
کیا گہوڑیکو اوسجا سی روان پہر / ہوا رت برن سی ہمعنان پہر
کہا اک آپسی ہی التجا اور / ہنر بتلائی کوئی نیا اور
مجہی سبہی یاد ہی جو نکتہ دانی / کرونگا سب ادا اک اک زبانی
ہوا یون ہی سے سنکر نکتہ پیرا / کہ ہی بہتر نہایت اسکا چرچا
ہر اک باتونکا عالم مین ہنر ہی / جو ہی دانا وہی سب باخبر ہی

ہوئی جون برق وہ چابک تہاک
صدائی زنگ پہونچی آسمان تک

یہان جو شہر مین رتھ بڑن آیا
کہین آثار شادی کا نہ پایا

نہ آئی کان مین طبلی کی آواز
نہ دیکہا اک جگہ بہی رقص کا ساز

نہ اوسنے تہی کہین ڈہنگ کی تال
اِسی صورت سی سب باجونکا تہا حال

نہین بہت سنی بجتی کہین جب
ہوئی تب برن کی نوبت بری تب

سمائی دلمین حیرانی نہایت
ہوئی حاصل پشیمانی نہایت

کہا جیمین کیا ہی یکر سازے
ہوئی ہی کس سی یہ سودا بازے

مرادہ کونسا تہا دشمنِ جان
مسافتین کیا ناحق جو حیران

دمن کی باپ نی بہی یہ خبر پائی
رہا کچھ دم تلک حیرتسی غم کہا ی

کہ چہوڑا ملک اپنا کس سبب سے
ہوا وارد یہان کسکے طلب سے

بہت ظاہر مین آخر پیش آیا
مکان مین اپنی ناچار اُسی لایا

کہا یون رسم مہمانی ادا کر
کہ ہی ہر چند گستاخی سراسر

عنایت کی یہان جو آپ آئی
بہلا کس راہ سی تشریف لائی

یہانسی ہی مسافت اِسقدر دور
کہ قاصد کو نہین جانی کا مقدور

یہ سنکر اور بہی حیرت مین آیا
گریبان مین اوسنے دم سر جہکایا

سمجھکر آپ کو ناخواندہ مہمان
ہوا دلمین بہت اپنی پشیمان

نکل آیا عرق ساری بدن مین
خجالت سی نہ بات آئی دہن مین

ندامت اسقدر پہلی اوٹہا کر
کہا یون آخرش باتین بنا کر

کہ تہی جو دلکو دلسی آشنائی
محبت اسطرف کو کہینچ لائی

حقیقت مین یہ ایسا مکان ہی
مبارک آپکا آنا یہان سی
جہان ہو کارخانہ یکدگر کا
دوئی کا کسطرح ہو دخل و بیجا
یہان جو چاہئی ہو وہ سب ہی
تکلف کچھ نہین درکار اب ہی
اکیلا جو یہان وارد ہوا ہی
خدا جانی کہ اسمین بیچ کیا ہی

خدا کی واسطی اندر بلا دے ‌ ‌ ‌ کسی صورت سی وہ صورت کہا دے

کہا مانی کہ اب جلدی نکر تو ‌ ‌ ‌ قناعت اندکی رکہ صبر پر تو

ذرا مین بہی تو دیکہون اوسکی آثار ‌ ‌ ‌ کہ ہی کسطرح پر گفتار و رفتار

روش کس ڈہب کی اورانداز کیا ہے ‌ ‌ ‌ گدا ہی یا کہین کا بادشا ہے

پڑی عالم مین کیا او سپر بیا ہے ‌ ‌ ‌ پہ پہر اس طرح دوڑی سیا ہے

کہان لفون مین دل وہ جا بڑا ہی ‌ ‌ ‌ کہان الفت کی پہندی مین پہنسا ہی

یہ کہکر نل کو پہر اندر بلایا ‌ ‌ ‌ بہت عزت سی مسند پر بٹہایا

کیا آخر اشارہ یون دمن سی ‌ ‌ ‌ کہ پوچہی حال ایمائی سخن سے

کہا پہلی دمن نی کیا ترا نام ‌ ‌ ‌ یہان کسواسطی آیا ہی کیا کام

کہا کچہ بہی نہین ہی کام میرا ‌ ‌ ‌ فلک سی دہر مین گم نام میرا

کہا کیون تن پہ چہائی ہی سیاہی ‌ ‌ ‌ کہا یہ ہی شب غم کی گواہی

کہا ہی مثل غنچہ کس لئے تنگ ‌ ‌ ‌ کہا ہی دل کی حیرانی سی یہ رنگ

کہا وہ کون دلبر سی جدا ہو ‌ ‌ ‌ کہا جسکا جنون ہمدم ہوا ہو

کہا کس شہر مین مسکن ترا ہی ‌ ‌ ‌ کہا اب بی نشان مسکن مرا ہی

کہا پہر ا ندنون مین تو کہان تہا ‌ ‌ ‌ کہا ریگ بیابان مین طپان تہا

کہا خواہش تری کس چیز پر ہی ‌ ‌ ‌ کہا مجکو ہوائی سیمبر ہی

کہا کیا آج کل تیری غذا ہے ‌ ‌ ‌ کہا خون جگر سی واسطا ہے

کہا سودے مین کسکی ہی گرفتار ‌ ‌ ‌ کہا اک مشتری کا ہون خریدار

کہا رخ کیون ترا ہی زعفرانی ‌ ‌ ‌ کہا یہ عاشقی کی ہی نشانی

ہوا جب دم گریبان سحر چاک
بہرا پہر روشنی سی دامن خاک

نکل پردی سی نل صحن سرا مین
فراغت سات خوش بیٹہا ہوا مین

نکال اوس سانپ کی کیچل کو فی الحال
کیا پہر رنگ پیدا آگ مین ڈال

اوٹہی یعنی جب اوس سی ہر طرف بو
بلایا اوس بلا کو پڑہ کی جادو

فقط گذرا تہا اک دم بلکہ کچہ کم
کہ آ پہنچا وہان وہ آتشین دم

سیاہی زہر کی سب کہینچ تن سی
کہا اب دی جلا اوس پیرہن سی

کیا جون نل نی اوسکو زیب بالا
ہوئی تاب اور چہری کی دوبالا

سراپا پیرہن سی آگیا نور
سیاہی اوڑ گئی مانند کافور

بنا تہا جو ہیئت کل زنگی
ہوا گورا بدن مثل فرنگی

یہ سن ارباب عیش آئی دوان سب
ہوئی سب رقص مین پیر و جوان سب

لگی مردنگ سی تالین اوٹہانی
تئی ڈہب سی بجانی شادیانی

طنبورہ لگی عجب نوبت بجائی
کہ عالم نی خوشی سر نو سی پائی

دلو یعنی یک قلم جاتا رہا سوز
خوشی پیدا ہوئی گویا اوسی روز

یہان تک برن نی یہ حال سنکر
کیا جیب تحیر مین فرو سر

جہان بیٹہا تہا نل گردن جہکائی
گیا غیرت سی وہان منہ کو چہپائی

لگا کرنی نہایت عذر خواہی
کہ ای زینت دہ اورنگ شاہی

تری خاطر بقدر شہریاری
ہوئی تجہسی کچہ خدمتگاری

کدورت جو ہوئی میری خطا سی
مصفا کر اوسی آب عطا سی

کہا نل نی کہ بس ای بحر احسان
فدا اقدمو پہ ہی گوہر جان

کبہی جو مارتین پینیر ولسی ٹہوکر
کبہی چہرہ کو دامن سی چہپانا
کبہی آنکہو نسی کرنا یون اشاری
کبہی زلفو نکو مکہڑی پہ چہلاتین
کبہی سینی تلک لاتی تہین جب ہاتہہ
لچک دیتین کمر کو اس ادا سے
کبہی مثل کمان قد خم بنانا
غضب تہا بیٹہنی کا ایک تو ناز
نہ حرکت تہی غضب پہر ولسی ہر بار
سما یہ دیکہکر نل حسب معمول
زبس ہر رنگ سی وہ نکتہ پرور
جہانتک نزدکی چلنی کی تہی راہ
بتایا راہی نی پانسو نکا جب پہیر
کیا دلمین بہت افسوس و ستم
دمن کی باپ نی اِس چال مین آ
قضا سی جو کہ ہونی تہی ہوئی سو
یہانسی فوج و لشکر سا تہ لیکر
غرض و ستی نہایت کرکی الفت
جو تہا درکار اسباب تجمل

اوٹہاتی تہی قیامت ہر طرف سر
کبہی منہ کہولکر پہر مسکرانا
کہ غش کہاتی تہی سب مستی کی مارے
سحر سی شام کو گویا ملاتین
ملین تہی دیکہکر اوسوقت سب ہاتہہ
جہکی جون شاخ گل بادِ صبا سی
کبہی جون تیر اوسکو راست لانا
قیامت اور تہا اوٹہنی کا انداز
اوٹہی تہی مست نگو لونکی جہنکار
ہوا پہر راہی ہی باتو نمین مشغول
نہایت کہیلتا تہا خوب چوسر
ہوا سب اوس سی کہ ساعت مین آگاہ
لیا فوج الم نی نل کو پہر گہیر
اوٹہائی بس جگر سی نالۂ غم
کہا افسوس سی ہوتا ہی اب کیا
اب اوسکی یادمین دلگیر مت ہو
کری اوجین کو سر نو سی پہر پہر
کیا اوجین کو بندر سی رخصت
دیا سب گہر سی اپنی بی تامل

عجب نرمی سی کہتا سخت بیرنگ
بظاہر موم اور باطن مین تہا سنگ

کہا اوسسی ملاکر کای وفادار
رہین اب صلح سی ہم تم بہم یار

ستم جو کچہ کہ گذرا میری اوپر
نہین کچہ غم ہی اوسکا ای برادر

کہ تہی میری اسیطرحسی تقدیر
کسیکی کچہ نہین اسمین ہی تقصیر

اگرچہ آسمان کرتا ہی سب کام
مگر اک کو کیا کرتا ہی بدنام

تیری خاطر مین لایا ہون بہت مال
اوسی بہی صرف کر ابیکی خوشحال

مجہی گذری ہوئی کا کچہ نہین غم
کہ زر اگلیسی اب ہی کچہ نہین کم

مگر کہتا ہون خواہش دلمین اسطور
کہ آگی لی گیا ہی مال جسطور

اوسی صورتسی پہر ہی مجہے لیجا
دیا اسباب میرا مجکو دیجا

کہا اوسنی کہ اس سی کیا ہی بہتر
چلو کہیلین خوشی سی ملکی چوسر

بہت اپنی طرفسی دیکی ترغیب
کیا جشن طرب کو جلد ترتیب

اوسی محفل مین بس چوسر بچہا کر
لگی پہر کہیلنی پانسی لگا کر

گئی بہول اوسکی سب نیرنگسازی
گئی ہار اوسمین یکبارگی بازی

کیا دشمن کو ایسا کہیل سی تنگ
کہ یکسان کردیا سب بیت برنگ

جو تہا قبضی مین اوسکی ملک اور مال
کیا قابو مین اپنی نل نی فی الحال

ہوا بدبیت دیا جسوقت دشمن
بیکایک کانپا وہ تہا دہشت سی سب تن

ہوئی پیدا نہایت فکر جی کے
کہ کیا ہوگی سزا میری بدی کی

ہراسان دیکہکر آخر اوسی نل
لگا کہنی کہ کیون ہوتا ہی بیکل

ذرا اپنی اصالت پر نظر کر
کہ کس دریا کا ہی تو پاک گوہر

گئی بالکل سمن کی آبداری — جھکا صرصر سے سرو جویباری
گلون کی جو ورق تھی بوستان مین — ہوئی وہ منتشر ساری جہان مین
گئی برباد خوبی نارون کی — ہوئی سب گرد وہ رونق چمن کی
چلی جو گرم تر باد پریشان — ہوا پھر خشک بالکل سنبلستان
اسی موسم مین نل اکدن قضا کار — گیا سیر چمن کو سمت گلزار
زبس ابتر پڑا تھا سبز باغ — نظر آئی بجائی بلبلان زاغ
خزان سے دیکھکر گلشن کو ویران — رہا نرگس کی صورت غمسے حیران
سمجھکر دہر کا آغاز و انجام — ہوا دنیا کی سب مطلب سے ناکام
وہین پہ تخت سے دلکو اوٹھایا — اوسی جا اپنی بیٹی کو بٹھایا
کہا رو رو کہ ای لخت جگر اب — تجھی مین سونپتا ہون مال و زر سب
مجھی اب کچھ نہین باقی ہوس ہے — مری نزدیک دنیا خار و خس ہے
جہان آخر کو ہو جاویگا برباد — کہ ہے پانی کی اوپر اسکی بنیاد
مبارک ہو تجھی یہ تاج و افسر — کہ ہے زیبا نہین اب میری سر پر
کہین اسطور کی باتین جو غمناک — ہوئین بیٹی کی آنکھین غم سے نمناک
ہوئے جب یہ خبر ہر مرد و زنکو — کہ گھیرا ہے خزان نے اس چمن کو
پریشان شکل سنبل سان بنائے — شتابان باغ مین سب ملکی آئے
کہا ای آفتاب برج اقبال — رہی تو رونق آرائی مہ و سال
ابھی مت چھوڑ تو الفت ہماری — کریگا کون تجھ بن غمگساری
رہی رسم جہانبانی کچھ دنون اور — نہو عالم کا جسمین طور بی طور

کہ ہوتا ہون جدا ایماہ تجھسے
تعلق چہوڑتا ہون آہ تجھسے

نہین کچہہ چیز تجھسے مجکو ہی چاہ
تری الفت بہت ہی توشۂ راہ

کرون کسطورسی دنیا کا مین ساتہ
پڑا ہی کام اب تقدیر کی ہاتہ

بہت کچہ تونی غمخواری مری کی
جہانتک خوب دلداری مری کی

مری خاطر الم کیا کیا اوٹہائے
سنان غم سی لاکہون زخم کہائے

مین اب کچہ دیر مین جاتا ہون شاہک
مناسب ہی مگر تو کچہ دنون تک

نچہوڑا ی شعر و رغبت یہانکی
مجہی پروانگی دی اوس جہان کی

کہار و رودمن نی کا ی وفادار
مجہی دیتا ہی کیون اس غم سی آزار

نہین ہی یہ طریق آشنائے
کہ مین کہینچا کرون بار جدائے

جدا ہو پاس سی جب یار جانے
گوارا ہو کسی پہر زندگانے

مجہی خوش ہی تری ہمراہ چلنا
کہ پیچہی سی پڑیگا ہاتہ ملنا

نہین تجپر گرانی کچہ کرونگی
مین اپنا بار اپنی سر دہرونگی

جو بہولی ہون طریق دوستدار
کرونگی مین ادا سب رسم یاری

کہا تجہسی مری دوری ہی مشکل
کہ ملتی گیا ہی دلسی دل مل

نہ ہو ظاہر مین گر تجہسی ملاقات
رہون باطن مین لیکن پاس دن رات

تری صورت نی مجکو ای سمنبر
کیا عاشق ہی حسن معنوی پر

بڑہایا مرتبہ میرا یہان تک
کہ پہنچایا ہی اوج آسمان تک

یہ کہکر گلبدن سی ہاتہ مل مل
لباس عمر سی عریان ہوا گل

گئی بس شرح اوسکی سوی افلاک
رہا تنہا زمین پر قالب خاک

۴۷

لگی جلنی برنگ شمع کافور | دکہایا مہر کا ہر ایک کو نور
زبس وس سجتین کو عشق تہا پاک | صنم کی ساتہ جلکر ہو گئی خاک
پلا ساقی شراب سرخ معقول | کہ دل جاوی خوشی سی مثل گل پہول

در اختتام کتاب گوید

کرون مین شکر خالق کا اداب | عدم سی جسنی کی خلقت عیان سب
کیا ہی اب یہ اوسکی فضل نی کام | ہوا جو سب درست آغاز و انجام
ہوئی جب مثنوی طیار یکسر | بندہا تاریخ کا دلمین تصور
مری ہین ایک مشفق کالی پرشاد | ہوئی اس شغل ہی کو سنکی جو شاد
عنایت کر دو سیدم غور مین آ | کہا یہ داستان ہی راحت افزا ۱۲۴۴
پڑہی اس مثنوی کو شوق سی جو | خدا یار کہہ ہمیشہ شاد اوسکو
فلک پر جبتلک ہی مہر پرنور | رہی یہ داستان عالم مین مشہور
کسی ن ساقیا وہ می پلا دی | کہ جسکی سی خماری پہر نہ لاوی

گنین سب بیتین جو لکہی یکسر
ہوئین گنتی مین سولہ سے بہتر ۱۶۷۵

خاتمة الطبع

شکر ایزد ذوالمنن کہ مثنوی ہذا مین از تصنیف فصاحت و بلاغت سیرے منشی بہگونت رای متوطن قصبہ کاکوری بتاریخ پانزدہم شوال ۱۲۷۷ ہجری

در شہر کانپور بمطبع علوی علی بخش خان طبع شد